فروگذاشتیں

جناب محمد اسلام ایم' اے' ایل' بی
(ریسرچ اسکالر) شعبۂ اُردو فارسی لکھنؤ یونیورسٹی

اُردو ادب کو ختم کرنے کے لئے منظم اور مؤثر جد وجہد صرف لسانی سامراج ہی نہیں کر رہا ہے بلکہ اُردو کے بعض پبلشر بھی شعوری یا غیر شعوری طور پر دشمنانِ اُردو کی مدد کر رہے ہیں' وہ اُردو کی کتابیں غلط چھاپ رہے ہیں' نہ کتابت اچھی ہوتی ہے نہ طباعت، کاغذ معمولی اور کتاب پڑھو تو ہزاروں غلطیاں، قیمت لاگت سے کئی گنی۔ زیادہ نفع اندوزی کا یہ جذبہ بعض پبلشرس میں اتنا زیادہ ہے کہ وہ کتاب کے ساتھ ساتھ اس کے مصنف کی بھی مٹی پلید کر دیتے ہیں، اس وقت میرے سامنے " کلیاتِ جگر مراد آبادی " مطبوعہ جید پریس بلی ماران دہلی' ہے جس پر سنِ طباعت درج نہیں ہے۔

اس مجموعہ کے نام سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ جگر کا سارا کلام اس میں یکجا کر دیا گیا ہوگا۔ لیکن اس کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ یہ مجموعہ نہ صرف نامکمل ہے بلکہ اس کے اندر قطع و برید بھی کی گئی ہے، اشعار کو غلط لکھا گیا ہے' بہت سی غزلوں کو نظر انداز کر دیا گیا ہے' میں یہاں صرف " شعلۂ طور " سے تقابل کر کے " کلیات " کی جدت طرازیاں پیش کر رہا ہوں۔ پہلے ایسی غلطیوں کی طرف اشارہ کر رہا ہوں جس کے متعلق کہا جا سکتا ہے کہ یہ کاتب کی غلطیاں ہیں:۔

اس مجموعہ میں صفحہ ۲۱ پر ایک شعر ہے ؎

عاشقی کو غمِ عشق کے آزار نے مارا ⁂ اک یار کو اک یارِ وفادار نے مارا

اس شعر میں " عاشقی " کے بجائے " عاشق " ہونا چاہئے جیسا کہ ان کے اصل مجموعہ میں ہے' اسی طرح دوسرے اشعار بھی

لکھے گئے ہیں، مندرجہ ذیل اشعار میں خط کشیدہ الفاظ کے نیچے صحیح الفاظ لکھ دیئے گئے ہیں مثلاً:ـ

دل کا کیا حال کہوں جوشِ جنوں کے ہاتھوں ؛ ایک گھروندا سا بنایا کبھی برباد کیا ص۲۴
اک

ایک وہم اعتبار ہی دو جہاں مگر ؛ اس اعتبارِ وہم نے مجبور کر دیا ص۳۱
اک

اور کس کی یہ طاقت اور کس کی یہ جرأت ؛ عشق آپ آڑھ اپنا حسن خود حجاب اُن کا
آڑ

جیسے حسن کی دیوی جھانکتی ہو چلمن سے ؛ ہم واہی آنکھوں میں اُف کیفِ خواب اُنکا ص۳۲
داسی

مرے اشکِ خوں کی بہار ہے کہ مرقعِ غمِ یار ہے ؛ مری شاعری بھی نثار ہے مری چشمِ سحر نگار پر ص۳۵
نگاہ

وہی نور میں ہے وہی نار میں ہے ؛ کبھی ناز ہو کر کبھی نور ہو کر ! ص۳۶
نار

نظر نظر التجائے پیہم ادا ادا شکوۂ مجسم ؛ ذرا جو بن کر بگڑ رہے ہیں وہ کیا کیا منا رہے ہیں ص۴۲
ہمیں وہ

الٰہی ایک دل ہے تو ہی اسی کا فیصلہ کر دے ؛ وہ اپنا دل بتاتے ہیں ہم اپنا دل سمجھتے ہیں ص۴۴
اس

یوں بھی تکمیلِ غمِ عشق ہوا کرتی ہے ؛ اس کی قسمت میں ہوں جو مری قسمت میں نہیں ص۴۶
ہوں میں

مرنے والے تجھے مرنے کا بھی کیا ہوش نہیں ؛ ماں کا آغوش ہے یہ موت کا آغوش نہیں ص۴۸
ہاں

عشق ہے ہر موئے تن سے نغمہ زن ؛ بج رہی ہے ہر طرف شہنائیاں ص۵۰
ہیں

ملتی ہے عمرِ ابد عشق کے میخانے میں ؛ اے اجل تو بھی سما جائے مرے پیمانے میں ص۵۳
سما جا

ہائے ری مجبوریاں ترکِ محبت کے لئے ؛ مجھکو سمجھاتے ہیں اور اُن کو سمجھاتا ہوں میں ص۵۴
ہیں وہ

حُسن کو کیا دشمنی ہے عشق کو کیا بیر ہے ؛ اپنے ہی قدموں کی خود ٹھوکریں کھاتا ہوں میں ص۵۸
خود ہی

ایک شوقِ دید بے حد سب کچھ دکھا رہا ہے ؛ کوئی نہ آ رہا ہے کوئی نہ جا رہا ہے ص۶۰
اک

پھر دل نوازیاں ہیں چارہ سازیاں ہیں ؛ پہچانتا ہوں نظریں اس شوخِ فتنہ جو کی ص۶۶
پھر چارہ سازیاں

کیا گھڑی ہے کیا سماں ہے کس غضب کا جوش ہے ؛ عشق کی بیتابیاں حُسن کا آغوش ہے ص۹۶
بیتابیاں ہیں

حُسن خود عشق کی صورت میں مقابل آئے ؛ کاش ایسا ہو تجھ پر ترا دل آئے ص۱۰۳
تجھ پر ہی

کس نے غمِ فراق میں بھر کر نشاطِ روح ؛ ایک محشرِ تبسم پنہاں بنا دیا ص۱۱۱
اک

پھونک دے قیدِ تعین کو بھی اے برقِ جمال ؛ دل ہے آزاد نگاہ نگا ہیں ابھی آزاد نہیں ص۱۱۶
نگاہیں

اس تبسم کے تصدق اس تجاہل کے نثار ؛ خود ہی مجھ سے پوچھتے کون یہ دیوانہ ہے — صـ ۱۲۳ (پوچھتے ہیں)

جا بھی اے ناصح! کہاں کا سود اکیسا زیاں ؛ عشق نے سمجھا دیا ہے عشق کا حاصل مجھے — صـ ۱۲۵ (سود اور)

سینے سے دل اچھلتے ہی رفعت نشاں ہوا ؛ یہ ذرّا جب بلند ہوا، آسماں ہوا — صـ ۱۳۵ (ذرّہ)

برق چمکی تھی کہ برپا جوشِ طوفاں ہو گیا ؛ المدد وا لے شوقی! نظارہ پریشاں ہو گیا — صـ ۱۳۷ (برپا) (المدد اے شوق!)

دونوں جہاں تھے غرق محو جس کی نگاز میں ؛ ایسا بھی ایک بت ملا بُت کدۂ مجاز میں (نگاہِ ناز)

جلد سکون و عیش سے ہاتھ آٹھا کہ بے خبر ؛ تیری بقا کا راز ہے شورشِ جانگداز میں — صـ ۱۳۹ (اٹھا)

دلِ برباد ہی میں حُسن کی تصویر دیکھیں گے ؛ اسی برگِ خزماں دیدہ پر اک تصویر دیکھیں گے — صـ ۱۴۸ (خزاں)

(اس صفحہ کو صفحہ ۱۴۹ ہونا چاہئے تھا)

ترے فراق کے غم بچا لیا سب سے ؛ مرے قریب کوئی اب بلا نہیں آتی — صـ ۱۵۵ (غم نے)

پیوست دل میں جب تیرا تیرِ نظر ہوا ؛ کس کس ادا سے شکوۂ دردِ جگر ہوا — صـ ۱۵۷ (ترا)

اٹھتے ہیں تیری راہ میں جب سے مرے قدم ؛ احساسِ قرب و دوریٔ منزل نہیں رہا — صـ ۱۵۸ (اٹھے)

حسرت اس طائرِ مایوس کی حالت پہ کہ جو ؛ قید کے چھوٹ کے بھی مائلِ پرواز نہ تھا — صـ ۱۶۳ (سے)

چھوڑا نہ تپ عشق نے کچھ بھی کسی گھر میں ؛ دل سے جو لگی، بجھی جا کے جگر میں — صـ ۱۷۵ (جو لگی آگ)

کوئی دیوانہ ہی اس عہدِ پریشاں میں نہیں ؛ ورنہ جو صحرا میں قیدی ہیں وہ گلشن میں نہیں — صـ ۱۷۷ (قیدی)

یہ سُن کے حضرت اصغر کے جگر اشعار ؛ وہ مست ہوں کہ کوئی پی کے بادہ خوار نہ ہو — صـ ۱۸۰ (اصغر کے اے)

نگاہِ یاس! ذرا تو ہی کام کر اپنا ؛ کہاں وہ چھوڑ کر جاتے ہیں بیقرار مجھے — صـ ۱۸۱ (کے)

مجھے اے شورِ محشر تو نے کیوں دیا اُٹھ کر ؛ بلائیں لے رہا ہوں بے خودی میں اپنے قاتل کی — صـ ۱۸۶ (کیوں چونکا دیا)

حدودِ کوچۂ محبوب ہیں وہیں سے شروع ؛ جہاں سے پڑنے لگے پاؤں ڈگمگائے ہوئے — صـ ۱۸۸ (لگیں)

کب تک نگہِ یار نہ ہو گی تبسم ؛ تو اپنا ہر اندازِ حریفانہ بنا دے — صـ ۲۰۸ (متبسم)

آنکھوں آنکھوں تقاضہ کچھ نگاہِ ناز کی ؛ دل ہی دل میں اب وہ ذوقِ جاں نثاری مرے — صـ ۲۱۰ (آنکھوں میں) (کے)

تمام اصل وحقیقت کا آئینہ ہوں میں ؛ خدا نہیں مگر مظہرِ خدا ہوں میں — صـ ۲۱۱ (نہیں ہوں)

کاتب کی غلطیوں کے علاوہ بعض اشعار میں ترمیم و تنسیخ بھی کی گئی۔ کہیں کہیں الفاظ بدل دیئے گئے ہیں اور کہیں الفاظ کی ترتیب بدل دی گئی ہے تو کہیں دو اشعار کے ایک ایک مصرع کو لے کر ایک شعر مکمل کیا گیا ہے۔ اس قسم کی غلطیاں مندرجہ ذیل اشعار میں ملتی ہیں:۔

تو ہی کہہ دے کہ جنوں مجھ کو نہ ہو کیوں کر عزیز ؛ اس کو حاصل تری تائیدِ نظر ہے کہ نہیں ص۶۵
(عزیز کیوں کر)

وعدہ تو کیجئے مگر ایفا نہ کیجئے ؛ محدود وصلِ شوق کی دنیا نہ کیجئے ص۶۸

یہ دونوں الگ الگ شعر کے دو مصرعے ہیں جن کو ملا کر ایک شعر بنا دیا گیا ہے۔

دونوں شعر یُوں ہیں ؎

تسکین مضطرب کا مداوا نہ کیجئے ؛ وعدہ تو کیجئے مگر ایفا نہ کیجئے
محدود وصلِ شوق کی دنیا نہ کیجئے ؛ مرجائیے یہ ننگ گوارا نہ کیجئے

جنونِ شوق کا اتنا تو حق ادا کرتے ؛ اسے بھی اپنی طرح عالم آشنا کرتے ص۶۹
(تجھے)

ہر وہ ناچیز سا ذرّہ تم دیکھتے ہو ؛ اس کو سُن لو تو یہ نغمہ بھی ہے فریاد بھی ہے ص۷۲
(جسے تم)

ہم عشقِ مجسّم ہیں، لب تشنہ و مستقی ؛ دریا کی طلب کیسی؟ دریا کو رُلانا ہے ص۸۷
(مستسقی)

کیجئے کیا دور شرحِ زندگی ؛ کچھ سحر، کچھ دوپہر، کچھ شام ہے۔ ص۸۹
(اور)

پھر وہی سرِ حشر ہیں، وہی جلوے ؛ پھر وہی سامنا ہے کیا کہیئے! ص۹۰
("وہی" فاضل ہے۔)

آج حالِ دلِ تباہ جگر ؛ ہم نے کیوں کر سُنا ہے کیا کہیئے! ص۹۱
(کس سے کہا)

ہاں سرشاریاں جوانی کی ؛ آنکھ جھپکی ہی تھی کہ رات گئی
(ہائے)

جذب ہو کر رہ گیا ہوں جمالِ دوست میں ؛ عشق ہے تابندہ تر، پائندہ تر میرے لئے ص۹۸
(ہوں میں)

کل شبِ ماہتاب میں اک بلبلِ آفت نوا ؛ مرکزِ غم بن رہا تھا رات بھر میرے لئے
(بن رہا تھا مرکزِ فکر و نظر)

[1] خالی زادے پریشاں نہیں دیکھا ؛ ہم نے کسی آئینہ کو حیراں نہیں دیکھا ص۱۱۱
(خالی زادہائے)

[2] ترے جلووں میں گم ہو کر خود سے بے خبر ہو کر ؛ تمنّا ہے کہ رہ جاؤں ز سر تا پا نظر ہو کر
(خودی سے)

۱۰..

---

[1] [2] اشفاق علی خاں نے اپنی کتاب "جگر کی غزلیہ شاعری" میں ص۶۲ پر ان اشعار کو اسی طرح نقل کر کے (باقی بر صفحہ آئندہ ۵۸)

ص ۱۱۳ جنونِ بیخودی نے کہہ دیا کیا ؟ پردہ ہو کر ؛ نگاہِ قہر بھی اُٹھی محبت کی نظر ہو کر
پردہ در

صفحہ ۱۱۴ پر ترتیب میں "ق" کی ردیف پہلے اور "ف" کی ردیف بعد کو لکھا ہے جبکہ "ف" کی ردیف پہلے اور "ق" کی بعد کو لکھنا چاہئے تھا۔

دیکھنا تھا مجھے جب میں ہی نہ تھا اے زاہد ؛ اب جو دیکھتی بھی تو کیا انجمن بزم کیف
دیکھی — برہم

آنکھ کہہ دے جسے وہ عشق کی روداد نہیں ؛ دل سے آجائے جب لب تک مری فریاد نہیں
جو

ص ۱۱۵ درد ہے منزلِ عرفانِ خودی اور یہاں ؛ بیخودی کا ہے یہ عالم کہ خدا یاد نہیں
دور

ص ۱۱۶ آنکھ غافل ہے کہ ہے تشنۂ دیدار ہنوز ؛ دل ہے آگاہ، کہ خود ہے یہ تری یاد نہیں
تو خود ہے

ص ۱۲۱ بیہوشی وہشیاری، مجبوری و آزادی ؛ جو کچھ بھی محبت میں احساں ہی احساں ہے
ہے

ص ۱۲۳ حیرت آباد فنا بھی کیا تجلی خانہ ہے ؛ ہر تصور شمعِ محفل، ہر نگہ پرخانہ ہے
پروانہ

ص ۱۲۴ ہر سمت سے ہیں محفل کیوں ٹوٹ پڑی نظریں ؛ کیا صورتِ بسمل میں قاتل نظر آتا ہے
مقتل میں

ص ۱۲۵ جان دی کہ حشر تک میں ہوں مری تنہائیاں ؛ ہاں مبارک، فرصتِ نظارۂ قاتل مجھے
دے کر

ص ۱۳۲ اب اسی وسعت جنوں پر آستیں ہے خندہ زن ؛ دھجیوں کو بارہا جس نے گریباں کردیا
دست

ص ۱۳۵ کل اتنی حقیقت تھی منظور مشلوک رانا لحق کی ؛ ناچیز سا اک قطرہ دریا کے مقابل تھا
منصور وانا لحق کی

ص ۱۵۱ مقصود وہ مقام ہو ہے ؛ میں ہوں نہ جہاں نہ یار تو ہے
وہ اک مقام ہو ہے

ص ۱۶۰ جان ہے بیقراری جسم ہے پائمال سا ؛ اب نہ وہ داغ وہ جگر، صرف ہے اک خیال سا
دل نہ

تازہ اثر ہے اے جذبۂ پنہاں نہیں دیکھا ؛ مدت ہوئی شمشیر کو عریاں نہیں دیکھا
اثر اے

خلوت میں غمِ فرقت اس طرح بیاں ہوتا ؛ وہ میری زباں سُنتے میں ان کی زباں ہوتا
بنتے

ص ۱۶۳ آنکھوں میں اس طرح سے ترا شوقِ دید تھا ؛ گویا مری نظروں میں دلِ ناامید تھا
نظر

ص ۱۶۴ گرتے گرتے ایک طوفانِ قیامت زا ہوا ؛ وہ جو ایک آنسو مژگاں پر تھا مری آیا ہوا
مژہ

(بقیہ صفحہ گذشتہ) لکھا ہے کہ یہ دونوں مصرعے ناموزوں ہیں، اگر اشفاق صاحب ذرا بھی غور کرتے تو اُن کو یہ ضرور محسوس ہوتا کہ جگر جیسا شاعر کم از کم اس قسم کے ناموزوں اشعار تو نہیں کہے گا۔ لیکن افسوس ہے کہ اشفاق صاحب کی ساری کتاب تقریباً اسی قسم کے لغو اعتراضات سے بھری پڑی ہے۔

یہی کہہ کے تسلّی دلِ ناشاد کرتے ہیں ⁂ کہ ایسا بھی کبھی ہوتا ہے وہ خود یاد کرتے ہیں ص۱۷۵

تسلی ہم

عرصہ گاہِ عشق میں آزادیاں کس کو نصیب ⁂ خود مری آہیں مجھے دیوانہ وار زندہ کرگئیں

دیوار

اس طرف صیاد کی نظریں ادھر نالے مرے ⁂ یا وہ گلشن میں نہیں آیا میں گلشن میں نہیں

اب یا

رُک گئی کنجِ قفس میں خود میری زباں ⁂ شاید اک تنکا بھی باقی اب نشیمن میں نہیں ص۱۷۷

خود بخود

نالۂ پروردۂ بوئے سوزِ دل، داغِ جگر ⁂ یہ بہاریں ہیں قفس کی جو گلستاں میں نہیں ص۱۷۸

پُر درد

آہ میری یہ فغاں اب نہ سُنی جائے گی ⁂ اب نہ سنو مشکو کداں اب نہ سُنی جائے گی ص۱۸۴

داستاں

محبّت میں ضرورت ہی تلاشِ غیر کی کیا تھی؟ ⁂ اگر ہم ڈھونڈھتے نشتر بھی مل جاتا رگِ گُل سے ص۱۹۸

دل

——(باقی)——

اُردو کی مشہور اور ممتاز نقاد ڈاکٹر سیّدہ جعفر
کے بارہ تنقیدی مضامین کا مجموعہ

فن کی جانچ

قیمت: چار روپے

— ملنے کا پتہ —

نیشنل بُک ڈپو، مچھلی کمان، حیدر آباد (آندھرا پردیش)